فلاحی کتب خانہ
موںڈلہ کلاں ضلع سیہور بھوپال ایم پی الھند

راہِ عمل

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اسوہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اُسوہ

اسلام کے اصل معنی افگندگی اور تسلیم ورضا کے ہیں، انسان اپنے آپ کو خالق کے حکم کے سامنے بچھادے، اپنی خواہشات کو خدا کی رضا جوئی کی چوکھٹ پر قربان کردے اور یہ عقیدہ وایمان سے لے کر جان ومال اور اس سے بڑھ کر اولاد وعیال تک ہوجائے تو یہ بندگی کا کمال اور عبدیت کی معراج ہے، عبدیت وبندگی کا یہ درجہ ومقام انسان کے جس گروہ کو سب سے بڑھ کر حاصل ہے، وہ حضراتِ انبیاء کرام ہیں جو اللہ کے سب سے محبوب بندے اور انسان کے لیے اسوۂ کامل ہیں، ان کا ایک ایک عمل زمین پر اللہ کی مرضیات کی زندہ شہادت ہے، یہ انبیاء زمین پر ہدایت کی روشنی اور مشعل راہ کا درجہ رکھتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت انبیاء کرام علیہم السلام میں بھی کسی قدر مرتبہ ومقام کا فرق رکھا ہے، نبوت کے سلسلۃ الذہب میں ایک نہایت عظیم اور برگزیدہ شخصیت ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے، اللہ کی رضا و خوشنودی کے لیے قربانی کی کوئی قسم نہیں جو ان سے چھوٹی ہو اور امتحان وآزمائش کی کوئی بھٹی نہیں جس میں ان کو تپایا نہ گیا ہو، انہوں نے اپنے خالق کے ساتھ وفا شعاری، عبدیت و بندگی، خدا کی محبت میں خلائقِ دنیا سے بے نیازی، خودسپردگی، شرک سے نفرت، دعوتِ حق اور بیت الٰہی کی تعمیر وتجدید کے ایسے زندہ وتابندہ نقوش خدا کی زمین پر چھوڑے کہ خود خدا کو بھی اپنے اس وفا شعار بندے کی ادائیں محبوب ومرغوب ہوگئیں اور اُمتِ محمدیہ کے لیے سنن ابراہیمی کو تازہ رکھنے کا سامان کیا گیا، حج دراصل اللہ کے اسی نیک بندے کی یادگار اور خدا کے سامنے تسلیم ورضا کا شعار ہے، کعبہ جس کی بنیادیں تک مٹ چکی تھیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کی تجدید فرمائی، آج بھی مقام ابراہیم کعبہ کے سامنے موجود ہے، زم زم کا چشمہ حیوان حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لیے نصرتِ الٰہی کی یاد دلاتا ہے، صفا اور مروہ کی سعی سے ایک بندی صالحہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی بے چینی اور بے تابی کی یاد تازہ ہوتی ہے، پھر منیٰ کی قربانی اس ذبحِ عظیم کی یادگار ہے، جس میں ایک پیغمبر نے اپنے لختِ دل کو اپنے تئیں خدا کی خوشنودی کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھایا تھا، جمرات کی کنکریاں عزمِ ابراہیمی اور وسوسہ شیطانی

سے پنجہ آزمائی کا اظہار ہے۔

یہی اسوۂ ابراہیمی ہے کہ سب کچھ خدا کی خوشنودی کی چوکھٹ پر قربان ہو جائے، اپنی اور اپنوں کی خواہش، دوستوں اور قرابت داروں کی خوشی، انسانی زندگی میں قدم قدم پر ایسے مواقع آتے ہیں، کہ اللہ کا حکم اور ہوتا ہے، انسان کی خواہش کچھ اور! نفس چاہتا ہے کہ یہ حلال ہو مگر شریعت اسے حرام قرار دیتی ہے، یہی وقت ہے انسان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کردار کو یاد کرے، شادی بیاہ کا موقع دیکھیے، نوشہ کی طرف سے خطیر رقم کا مطالبہ ہے، نوشہ کے والد کی خواہش ہے کہ کھانا کا خوب سے خوب تر اور اچھا سے اچھا انتظام رہے، نوشہ کی والدہ کی طرف سے زیورات کی طلب ہے، بھائی بہنوں کا شوق ہے کہ اچھی قسم کی گاڑی ضرور ملے، دوست احباب کہتے ہیں کہ اگر اس موقع سے بھی رقص و سرور نہ ہو تو تقریب میں کیا لطف آئے گا؟ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی ان سب کے خلاف ہے، شریعت اس لین دین کو رشوت قرار دیتی ہے، گانے بجانے کو منع کرتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ موقع خدا کا شکر بجالانے کا ہے، اس کے سامنے سر جھکانے کا ہے، خدا کے سامنے ہاتھ پھیلانے اور مانگنے کا ہے، یہی وقت ہے کہ انسان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کردار کو یاد کرے کہ کیا وہ اپنے جذبات کو خدا کی مرضی پر قربان کرنے اور اپنے متعلقین کی خواہش کو خدا کے رسول کی خواہش کے سامنے بھینٹ چڑھانے تیار ہے؟

انسان کے لیے بڑے امتحان کا موقع کسبِ معاش کے ذرائع ہیں، ان میں حلال وحرام کا امتیاز، حرص وہوس کے اس دور میں تقویٰ کی اصل کسوٹی ہے، امام محمدؒ سے کسی نے عرض کیا کہ آپ نے مختلف موضوعات پر کتابیں لکھی ہیں، زہد وتقویٰ کے موضوع پر آپ نے قلم نہیں اُٹھایا؟ امام محمدؒ نے اپنی اس کتاب کا حوالہ دیا جس میں معاملات اور کسبِ معاش کے احکام ہیں اور فرمایا کہ وہی زہد وتقویٰ کی کتاب ہے، یعنی معاش کے معاملہ میں اپنے آپ کو حلال کی حدود میں قائم رکھنا اور حرام سے بچائے رکھنا ہی انسان کی دُکھتی رگ ہے اور اس میں اپنے آپ کو حکم شریعت کا پابند بنالینا اصل تقویٰ ہے، حقیقت یہ ہے کہ اکثر اوقات انسان کے

لیے نماز روزہ کا اہتمام آسان ہوتا ہے، آدمی حسبِ توفیق کچھ ذکر و تسبیح بھی کر لیتا ہے؛ لیکن اپنے آپ کو اس نفع سے دست کش رکھنا دُشوار ہوتا ہے۔ جس کو شریعت جائز نہ رکھتی ہو اور جس کو آج کا سودی نظام حلال کیے ہوئے ہے، یہ مواقع ہیں کہ جہاں اسوۂ ابراہیمی ایک صاحبِ ایمان کے سامنے آئینہ بن کر آجاتا ہے، وہ اس میں اپنے ایمان، حکمِ خداوندی کے سامنے تسلیم و رضا اور شریعتِ الٰہی کے سامنے سرافگندگی کی تصویر دیکھے اور خود اپنے آپ کو تولے کہ اس نے جانور کی قربانی کر کے علامتی طور پر خدا سے خود سپردگی کا جو وعدہ کیا تھا، کیا وہ زندگی کے ہر موڑ پر اس وعدہ کو وفا کر رہا ہے؟